



سوال

(139) بسم اللہ بالجہر کا مسئلہ

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم بالجہر پڑھنے کی کیا دلیل ہے؟ (ایک سائل)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

سری نمازوں میں تو بسم اللہ آہستہ پڑھنے پر اتفاق ہے جبکہ جہری نماز میں سرراً (آہستہ) بھی صحیح اور جائز ہے جیسا کہ صحیح مسلم (ح 399) وغیرہ سے ثابت ہے اور جہراً بھی جائز ہے لیکن سرراً پڑھنا افضل ہے۔ عبد الرحمن بن ابی زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"صلیت خلف ابن عمر فہجر: بسم اللہ الرحمن الرحیم"

میں نے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم جہراً (اوپنی آواز سے) پڑھی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 1 ص 412 شرح معانی الآثار ج 1 ص 137 دوسرا نسخہ ج 1 ص 200 السنن الکبریٰ للبیہقی ج 2 ص 48)

اس کی سند بالکل صحیح ہے۔ دیکھئے راقم الحروف کی کتاب ہدیۃ المسلمین (حدیث: 13)

امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں جہر کے ساتھ بسم اللہ پڑھی۔ کسی صحابی سے ان کے عمل کا رد مستقول نہیں ہے لہذا ثابت ہوا بسم اللہ بالجہر کے جواز پر صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کا عہد فاروقی میں اجماع ہے۔ احادیث صحیحہ اور عموم قرآن سے ثابت ہے کہ اجماع شرعی حجت ہے اور امت مسلمہ گمراہی پر اکتھی نہیں ہو سکتی۔ دیکھئے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الرسالة" اور دیگر کتب محدثین،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھائی تو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر پھر سورۃ فاتحہ پڑھی، پھر آمین کہی اور آخر میں فرمایا:

"وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، اِنِّي لَأَشْفِيكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"



"اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میری نماز تم سب سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے مشابہ ہے۔"

(سنن النسائی: 906 صحیح ابن خزیمہ ج 1 ص 251 ح 499، وابن حبان الاحسان ج 3 ص 143 ح 794 والحاکم 1/232 والذہبی)

اس کی سند بالکل صحیح ہے خالد کا سعید بن ابی بلال سے سماع قبل از اختلاط ہے کیونکہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں خالد عن ابی بلال والی روایات موجود ہیں۔

دیکھئے راقم الحروف کا رسالہ القول المتین فی البھربانتا میں " (ص 25)

زیلعی حنفی کاپلینے مسلک کی حمایت میں اسے شاذ کہنا صحیح نہیں ہے۔

اس صحیح اور مرفوع حدیث سے بسم اللہ بالجہر کا جواز ثابت ہوتا ہے جیسا کہ امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، وغیرہما محدثین نے استدلال کیا ہے۔

بقول امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ: اس حدیث کے راوی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ہنا یعین کرام رحمہم اللہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (ان احادیث و دیگر دلائل کی وجہ سے) بسم اللہ بالجہر کے قائل تھے۔

(دیکھئے سنن ترمذی الصلوٰۃ باب من رای البھربسم اللہ الرحمن الرحیم ج 245)

جو شخص بسم اللہ بالجہر پر اعتراض کرے گا۔ اس کا اعتراض بلا واسطہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر وارد ہوگا۔ عقائد، اعمال وغیرہ کے بارے میں اہل حدیث پر جو بھی اعتراض کیا جاتا ہے اس کا ہدف احادیث صحیحہ آثار صحابہ، آثار تابعین اور آئمہ اسلام ضرور بنتے ہیں۔

یہاں بطور فائدہ عرض ہے کہ متعدد علماء حق نے بسم اللہ بالجہر پر کتا ہیں اور رسالے لکھے ہیں مثلاً شیخ الاسلام امام علی بن عمر الدار قطنی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

تنبیہ: زیلعی نے شیخ الاسلام امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ بعض مالکیوں کے قسم دینے پر انہوں نے کہا کہ بسم اللہ بالجہر کے بارے میں میں کوئی مرفوع حدیث صحیح نہیں ہے۔

(نصب الرایہ ج 1 ص 359، 358، التحقیق مع التفتیح ج 1 ص 313)

لیکن یہ قصہ مردود ہے۔ امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہی نہیں ہے کیونکہ اسے روایت کرنے والے مجہول ہیں۔ "وقد حکى لنا مشائخنا" (اور ہمیں ہمارے مشائخ نے بتایا ہے) اور نہ ان مجہول مشائخ کی امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ثابت ہے۔ اس قسم کی ضعیف و مردود حکایات کے "زور" پر زیلعی صاحب بسم اللہ بالجہر کی مخالفت فرما رہے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون :

محمد تقی عثمانی دیوبندی فرماتے ہیں۔ "حنفیہ میں سے اس موضوع پر سب سے مفضل کلام حافظ جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔ انہوں نے "نصب الرایہ" میں اس مسئلہ پر تقریباً ساٹھ صفحات لکھے ہیں۔ اور اپنی عام عادت کے خلاف بڑے جوش و خروش کا مظاہرہ کیا ہے اس تمام تر نزاع کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ تسمیہ کے جہر و انحاء کے مسئلہ میں اختلاف جواز اور عدم جواز کا نہیں ہے بلکہ محض افضل و مفضل کا اختلاف ہے۔" (درس ترمذی ج 1 ص 499)

مذکورہ بالاساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ بسم اللہ جہراً و سرّاً دونوں طرح پڑھنا صحیح اور جائز ہے۔ (شہادت ستمبر 2000ء)



مجلس البحث الإسلامي
محدث فتوى

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوى علمية

جلد 1 - كتاب الصلاة - صفحہ 317

محدث فتویٰ